مولانا سعید الحق جدون

معاشرہ کتاب سے بددل کیوں؟

علم حاصل کرنے کا ذریعہ کتب بینی ہے۔کتاب ایسی باصفا اور باوفا دوست ہے کہ یہ مصائب میں ہماری رہنمائی اور مشکلات میں ہماری دستگیری کرتی ہے،اور غم واندوہ کو مٹاتی ہیں۔کتابوں کو مطالعہ انسان کو خوش باش اور مصروف عمل رہنا سکھاتا ہے۔کتاب ایسی فیاض اور حقیقی معلم ہے جو بلا معاوضہ اور بلا خوف تعلیم دیتی ہے،اور پڑھنے والوں کو اپنی مفید معلومات سے بلا تخیل مستفید کرتی ہے۔کتاب جوانی میں رہنمائی کا کام دیتی ہے اور پیری میں آرام وسہولت اور غلطیوں کی اصلاح کار ہوتی ہے۔

قرن اولیٰ سے لے کر تا حال جتنے علماء اور مصنفین گزرے ہیں،ان کی کتب آئندہ نسلوں کے لئے بھاری وراثت ہے۔ان کی تحقیقات،تجربات اور معلومات سے آج بھی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ان ہی لوگوں نے کتاب سے دوستی کی اور کتب بینی کو اپنا شعار بنایا۔یہی وجہ ہے کہ آج دنیا ان کے فیضان سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

مطالعے کے دوران ان کے انہماک کا یہ عالم تھا کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے بے خبر رہتے تھے۔امام زہری رحمہ اللہ اس قدر گہرا مطالعہ کرتے تھے کہ اس انہماک علمی میں گھر بار تک کی خبر نہ رہتی۔ان کی اہلیہ کو یہ کہاں گوارا تھا،ایک دن پکڑ کر کہنے لگی،خدا کی قسم !یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔امام محمد رحمہ اللہ ہر وقت کتب بینی میں مشغول رہتے تھے۔کتابوں کا ڈھیر ارد گرد لگا رہتا،رات سوتے نہ تھے۔کسی برتن میں پانی رکھا کرتے تھے،نیند آتی تو پانی سے زائل کرتے۔ایک موضوع سے اکتا جاتے،تو دوسرا شروع کردیتے۔لوگوں نے کتب بینی کے لئے شب بیداری کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے میں کیسے سو رہوں،جبکہ عام مسلمان ہم پر اعتماد کر کے سو رہے ہیں کہ ہم ان کی رہنمائی کریں گے۔بوعلی سینا زندگی بھر پوری رات نہیں سوئے۔کتب بینی رات کا مشغلہ تھا۔نیند آتی تو کچھ کھا پی کر دور کرتے۔کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی تو صرف پڑھنے کی حد تک نہیں بلکہ پڑھ کر سمجھنے کی عادت تھی۔طبعیات پر ایک کتاب چالیس بار پڑھی،پوری کتاب حفظ ہوگئی لیکن سمجھ میں نہ آئی تاہم ہمت تھی ہارتی کہاں؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بسا اوقات صرف ایک آیت کے مطالعے کے لئے سو تفسیروں کا مطالعہ کرتے تھے۔علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت کتابوں کے مطالعے سے کسی طرح سیر نہیں ہوئی۔جب کوئی نئی کتاب نظر پڑ جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی

خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ میں نے طالب علمی میں بیس ۲۰۰۰۰ ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا۔

یہ اوران جیسے سینکڑوں واقعات سے تاریخ کا دامن بھرا پڑا ہے جس سے اکابر واسلاف کی کتب بینی اور مطالعے کا شغف معلوم ہوتا ہے۔اس کے برعکس اگر ہم موجودہ معاشرے پر نظر دوڑائیں،تو دنیا بھر میں کتابیں پڑھنے کا رجحان دم توڑتا نظر آئے گا۔علامہ اقبالؒ نے قوم کے اسی حالت پر تاسف کا اظہار کیا ہے۔کہ ان میں صاحب کتاب پیدا نہیں ہورہے ہیں فرماتے ہیں...........

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحب کتاب نہیں

حیران کن بات یہ ہے، کہ اقبال نے قوم سے صاحب کتاب پیدا نہ ہونے پر شکوہ کیا ہے۔اگر اقبال آج زندہ ہوتے او یہ دیکھ لیتے کہ اب ان کی قوم میں صاحب کتاب کیا کتاب خواں بھی پیدا نہیں ہورہے ہیں تو نہ جانے کیا کرتے؟

اس تناظر میں جب ہم گردوپیش ماحول کو دیکھتے ہیں تو ہمارے ذہن میں چند سوالات جنم لے رہے ہیں۔مثلاً معاشرہ کتاب سے بددل کیوں ہے؟ ہماری قوم نے کتاب سے بیزاری کیوں اختیار کی ہے؟ وہ کونسے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے معاشرے سے کتاب خواں نہیں بلکہ صاحب کتاب بھی بددل ہوتے جارہے ہیں ذیل میں چند اسباب پر تبصرہ کیا جاتا ہے، جو قوم کی کتاب بینی سے بیزاری کے بنیادی وجوہات ہیں۔

کتاب بینی کی حوصلہ شکنی :

ہمارے معاشرے میں کتاب بینی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔جب ہم کسی کے اچھے کپڑے اور خراش تراش دیکھتے ہیں،تو ان کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کی عزت وتکریم کرتے ہیں اوران کی اسی حالت کو دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں،اوراسی طرح بننے کا جنون لگ جاتا ہے۔اس کے برعکس کتاب پڑھنے والوں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے،اس کو معاشرہ خیالی دنیا کا جانور قرار دے کر اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ظاہر ہے، کہ ایسی صورت میں کتاب خرید کر روپے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

معاشرے میں لکھنے اور پڑھنے والوں کی عدم حوصلہ افزائی کی وجہ سے لکھنا اور پڑھنا عذاب معلوم ہورہا ہے، جس کی وجہ سے اکثر لکھاری اور قاری حضرات نے اپنی کتابیں سرہانے رکھ لی۔ لکھنے اور پڑھنے سے ان کی طبیعت میں اتنی اُچاٹ ہوگئی ہے کہ قلم اور کتاب ہاتھ میں لے کر بیٹھنے کے تصور سے الجھن ہونے لگی ہے۔کیونکہ اگر کوئی مضمون یا کتاب لکھی جائے تب بھی جا کر مختلف اخبارات اور رسائل وجرائد کے ایڈیٹروں اور مختلف اشاعتی اداروں کے سامنے گھٹنے ٹیک کرنا ہوگا اور منت سماجت کرنی ہوگی۔جس معاشرے میں صاحب قلم اور صاحب علم لوگوں کے ساتھ یہ رویہ

روا رکھا جائے، وہی معاشرے میں کتاب خواں تو درکنار صاحب کتاب لوگ بھی کتاب سے بددل ہوں گے۔

ناخواندگی :

ہمارے یہاں ناخواندگی بہت زیادہ ہے۔ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہے جو کتابیں پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں جو لوگ پڑھ نہیں سکتے ہیں، وہ کتاب کی افادیت واہمیت سے کیا واقف ہوں گے۔کتاب سے دوری کی ایک وجہ ناخواندگی ہے۔

جس معاشرے میں اداکاروں، کھلاڑیوں، ڈانسروں اور گانا گانے والیوں کے لئے ایوارڈز ہوتے ہیں ،جبکہ خواندہ لوگوں کے لئے کوئی قابل قدر ایوارڈ اور مقام نہیں ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسی صورتحال میں ناخواندگی کا گراف بڑھتا رہے گا اور معاشرہ کتاب سے بددل ہوتا رہے گا۔

کتابوں سے عدم دلچسپی :

لکھے پڑھے لوگوں کی تعداد کم تو ہے لیکن اتنی کم بھی نہیں۔مثلاً اگر ہم فرض کرلیں کہ ان کی تعداد پچاس لاکھ ہے، اس اعتبار سے ہمارے یہاں کسی بھی موضوع کی کتاب تین چار لاکھ تو چھپنا ہی چاہیے۔لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ ہمارے یہاں کوئی سنجیدہ کتاب ایک ہزار سے زیادہ نہیں چھپتی اور ایک ہزار کتابیں بھی چار پانچ سال میں فروخت ہوتی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لکھے پڑھے لوگ بھی کتاب سے دلچسپی نہیں رکھتے ہیں اور کتاب بینی سے بیزار نظر آتے ہیں۔

کتابوں کا مہنگا ہونا :

کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کتب بینی کے رجحان میں کمی کا باعث ہیں۔پڑھنے والے حضرات میں ہر شخص یہ طاقت نہیں رکھ سکتا ہے کہ اتنی مہنگی کتابوں کو خرید لے۔یہی وجہ ہے کہ کتاب سے دوری کا گراف بڑھتا جارہا ہے۔

کتابیں مہنگی تو ہیں، لیکن اتنی مہنگی نہیں ہیں ہم دوسو روپے میٹر کا کپڑا اور چار سو روپے کا جوتا خریدتے وقت ناک بھوں نہیں چڑھاتے ۔مگر کتاب کی معمولی بڑھتی ہوئی قیمت کو دیکھ کر ہمیں مہنگائی کا زکام ہوجاتا ہے، آخر کیوں؟اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج دنیا کا رخ دنیا پرستی کی طرف ہے۔جو لوگ سفید وسیاہ کے مالک ہیں ان کی عزت وتکریم ہوتی ہے۔اور جو اہل علم اور اہل قلم ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مہنگائی کے اس طوفان میں کتاب پر پیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟

میڈیا کی مقبولیت :

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، کیبل اور انٹرنیٹ کی مقبولیت نے کتب بینی کے شوق کو متاثر کیا ہے۔ان چیزوں

کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کتابوں سے تعلق رکھنا ازبس ضروری ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جن کا کتابوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق ہونا چاہیے، ان کا تعلق بھی کتابوں سے برائے نام ہے اور ان کا زیادہ تر انحصار ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ہوتا ہے۔

لائبریریوں کی عدم موجودگی :

کتاب سے دوری کا ایک سبب لائبریریوں کی عدم موجودگی کا مسئلہ ہے۔لائبریریوں کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم کی عوامی لائبریریاں ہیں، جو لوگ عوامی لائبریریوں میں جانے کا تجربہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان لائبریریوں سے کوئی کتاب مشکل سے ملتی ہے۔اگر مل جائے تو گھر کے لئے جاری نہیں ہوتی۔لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں کہ روزمرہ وہاں جا کر مطالعہ کریں۔دوسری قسم کی لائبریریاں وہ ہیں جو ہماری تعلیمی اداروں میں ہوتی ہیں۔پرائمری سے انٹر تک جو لائبریریاں ہیں ان کی حالت عوامی لائبریریوں سے زیادہ ابتر ہے۔

یونیورسٹیوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے جو اشخاص کتابیں خرید کر لاتے ہیں وہ کتب فروشوں سے مخصوص اقسام اور مخصوص ادیبوں کی کتابوں کو خرید کر اس پر اچھا خاصا کمیشن حاصل کرتے ہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ نام نہاد ادیبوں کی ہر کتاب ان لائبریریوں میں ہوتی ہے۔نہیں ہوتیں تو ان سنجیدہ لکھنے والے ادیبوں اور سکالروں کی کتابیں نہیں ہوتیں۔جن کی کتابوں کی خریداری پر لائبریریوں کی طرف سے خریداری کرنے والے لوگوں کو کوئی کمیشن نہیں ملتا۔

جو طلبہ سنجیدہ لٹریچر کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں جب اپنی پسند کی کتابوں کو مسلسل ان لائبریریوں میں نہیں پاتے تو رفتہ رفتہ ان کی عادت مطالعہ کم ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔اس ساری بحث سے یہ واضح ہوئی، کہ لائبریریوں کی یہی مخصوص صورتحال کتب بینی کے شوق کے زوال میں ایک معاون عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

اب قارئین ماہنامہ "الحق" فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak